لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ

من والدہ وولدہ والناس اجمعین O

شرطِ ایمان

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد فون 0300 6661755

کتاب	:	شرط ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
تحریر	:	حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی
		(ایم اے اسلامیات)
فرمائش	:	طلباء وطالبات ادارہ نجم الھدیٰ
صفحات	:	
تعداد	:	1100
قیمت	:	
کمپوزنگ	:	محمد اشفاق ٦
ناشر	:	ادارہ نجم الھدیٰ

ایصال ثواب

☆ والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ مصنف کتاب ہذا

☆ برادر ان لاء محافظ وطن حوالدار ایاز خان

☆ جمیع مومنین مومنات مسلمین مسلمات

ملنے کا پتہ

☆ جامع مسجد حامدی رضوی محلّہ پنج پیر جھنگ روڈ فیصل آباد

☆ جامع مسجد عمر نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد

ملک بھر کے ہر بڑے بک سٹال سے طلب فرما سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آؤ حسن یار کی باتیں کریں
زلف کی ، رخسار کی باتیں کریں
اگر نہیں تو!
تمہیں نصیب ہو گل اور بہار کی باتیں
کریں گے ہم تو مگر حسن یار کی باتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًا

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک
تکیۂ بیکساں سلامُ علیک

منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ
گردِ راہ کہکشاں سلامُ علیک

اے نسیمِ سحر زمورِ حقتیم
با سُلیماں رساں سلامُ علیک

من فتادہ بخاک کوئے تو ام
خُذ یَدِیْ اے جواں سلامُ علیک

لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم
لُطف شایانِ شاں سلامُ علیک

برہمہ آلِ پاک و اصحابش
فخر ہر دم بخواں سلامُ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخرالدین مدظلہ العالی

سیال شریف

نذر محبت

بہت ہی پیارے بیٹے'

نعمت رب کریم بصورت بیٹا

صاحبزادہ محمد قمرالزمان خان (چاند)'

رحمت رب کریم بصورت بیٹی

فاطمہ بتول حسن کائنات (پری)

اور

مہک بتول حسن بہار (چاندنی)

کے نام

جن کی محبت میری زندگی کا اثاثہ ہے۔

اور یہ میری چاہت' شفقت اور محبت کے مستحق ہیں۔

اے خدا ان نازک سی جانوں کو سدا خوش رکھنا۔

الٰہی !

ان کی پھولوں جیسی حسین زندگی میں کبھی بھول کر بھی خزاں نہ آئے۔

زمین و آسمان پر چاند بن کر چمکیں۔

آمین

بطفیل زلف محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله

وعلی الك واصحابك یا حبیب الله

محترم قارئین کرام! اسلام وہ دین متین، شرح مبین اور عقیدہ ویقین ہے جس کی سرحدیں اور حدود مقرر ہیں۔ اس دین حق میں داخلے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہی ہے کہ ہم مسلمان ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوں اور ماں باپ کے دین کو اختیار کیئے رکھیں۔ یہ مسلمان ہونا پیدائشی ہے اور دوسرا یہ کہ ہم غیر مسلم ماں باپ کی اولاد ہوں پھر عقل و ہوشمندی کے ساتھ ماں باپ کے دین اور دین السلام میں موازنہ کریں اچھے اور برے میں تمیز کریں یا بقول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ زیادہ اچھے دین کو اختیار کرنے کا ہم میں ملکہ ہو بلکہ ہم اختیار بھی کرلیں تو یہ اسلام بذریعہ انتخاب واختیار ہوگا۔ اگرچہ پیدائش کی بجائے یہ اسلام زیادہ پسندیدہ، احسن اور معیاری ہے مگر اس میں خطاء اور غلط فہمی کا احتمال بھی موجود ہے۔ ہوسکتا ہے کہ انسانی فہم وفراست اس دین کو اچھا سمجھ بیٹھے جو اصلاً اچھا نہیں ہے یا اچھا تو ہے مگر اپنے سے دین کا مخالف ہے۔ پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نسخ واختیار کا سلسلہ بتدریج آگے بڑھے اور اس طرح ساری عمر ''خوب سے خوب تر'' کی تلاش میں بسر ہوجائے اور آخر وقت تک متلاشی حق ''دین احسن'' تک نہ پہنچ سکے۔ یہاں پر رہنمائی وہدایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جسے چاہے ہدایت یاب کردے اور جسے چاہے عقل وخرد اور دلائل وکلام کی بھول بھلیوں میں گمراہ ہونے کے لئے چھوڑ دے۔ سچ کہا ہے سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

قبول اسلام کا ایک طریقہ اور بھی ہے مگر یہ طریقہ ظاہر وواضح نہیں ہے وہ یہ کہ آدمی کے اطوار واعمال تو مکمل طور پر مومنانہ ہوں اور عقائد بھی اسلام کے قریب ترین ہوں مگر روایتی طریقہ سے بندہ کی شناخت بحیثیت مسلمان نہ ہو۔ محبوب کریم ﷺ کے دور مبارک میں مکہ میں ایسے لوگ موجود تھے جو معبود برحق کی تلاش وجستجو میں تھے۔ ان کے اعمال وافکار بھی مسلمانوں والے تھے مگر چونکہ یہ لوگ روایتی طریقہ سے اسلام قبول نہ کرسکے اس وجہ سے انہیں اصطلاحاً مسلمان نہیں کہا جاسکتا ہے۔

ایمان عربی کا لفظ ہے جس کا مادہ ''امن'' ہے۔ جس کے معنی امن دینا ہے۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''نظام مصطفی ﷺ میں ہی امن وسکون ہے'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔ اصطلاحاً اس کا مطلب ہے

تصدیق کرنا۔ یعنی اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔ لغت میں ایمان اس تصدیق کو کہتے ہیں جس میں سکون واطمینان کا سامان موجود ہو۔ شرعی اصطلاح میں دینی عقائد افکار کو دل سے مان لینے کو ایمان کہتے ہیں۔ ایمان کی ایک تعریف یہ ہے کہ ''کلام اللہ کے احکام اور ارشادات محبوب کریم ﷺ کو دل وزبان سے تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کا نام ''ایمان'' ہے۔ مولانا منظور احمد نعمانی صاحب نے معارف الحدیث جلد اول کتاب الایمان میں ایمان کا یہ مفہوم بیان کیا ہے۔

''ایمان کے اصلی معنی کسی کے اعتبار اور اعتماد پر کسی بات کو سچ ماننے کے ہیں اور دین کی خاص اصطلاح میں ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر ایسی حقیقتوں کے متعلق جو ہمارے حواس اور آلات ادراک کے حدود سے ماورا ہوں جو کچھ بتلائیں اور ہمارے پاس جو علم اور جو ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائیں ہم ان کو سچا مان کر ان کی تصدیق کریں اور ان کو حق مان کر قبول کر لیں۔ بہرحال شرعی ایمان کا تعلق اصولاً امور غیب ہی سے ہوتا ہے جن کو ہم اپنے آلات احساس وادراک آنکھ' ناک' کان وغیرہ کے ذریعے معلوم نہیں کر سکتے۔ مثلاً اللہ اور اس کی صفات اور اس کے احکام اور رسولوں کی رسالت اور ان پر وحی کی آ د اور مبدا و معاد کے متعلق ان کی اطلاعات وغیرہ تو اس قسم کی جتنی باتیں اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمائیں ان سب کو ان کی سچائی کے اعتماد پر حق جان کر ماننے کا نام اصطلاح شریعت میں ایمان ہے اور پیغمبر کی اس قسم کی کسی ایک بات کو نہ ماننا یا اس کو حق نہ سمجھنا اس کی تکذیب ہے۔ جو آدمی کو ایمان کے دائرہ سے نکال کر کفر کی سرحد میں داخل کر دیتی ہے''۔

☆ معروف مصری عالم دین شیخ محمد عبدہ نے اپنی تفسیر ''المنار'' میں ایمان پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الایمان هو اصل الدین وجوهره و عبارة عن اذعان النفس ويستحيل ان يكون الاذعان بالالزام والاكراه وانما يكون بالبيان والبراهين ''ایمان دین کا اصل اور جوہر ہے اور اس سے مراد دل کا یقین ہے اور یہ ممکن نہیں کہ یقین جبر و اکراہ سے حاصل ہو یہ تو دلائل و براہین سے ہی حاصل ہو سکتا ہے''۔ الزجاج نے ''لسان العرب'' میں ایمان کی کیفیت یوں بیان کی ہے۔ ''ایمان تو خضوع کے اظہار اور شریعت کے قبول اور ان تمام باتوں پر اعتقاد رکھنے اور ان کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ لے کر تشریف لائے جو اس صفت پر پورا اترے گا اور اس کے دل میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو گی وہ مومن ہے''۔

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایمان کا لفظ شرعی اصطلاح میں چار معانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ایک وہ ظاہری ایمان ہے جس پر دنیوی احکام کا مدار ہے اور جس کی وجہ سے انسان کی جان اور اس کا مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس پر اخروی فلاح ونجات کا مدار ہے اس میں تمام عقاید حقہ' اعمال حسنہ اور اخلاق محمودہ شامل ہیں۔ یہ ایمان بڑھتا اور کم ہوتا رہتا

ہے۔ ایمان کے تیسرے معنیٰ قلبی تصدیق کے ہیں جس کا ذکر اقرار بااللسان و تصدیق باالقلب میں موجود ہے۔ قلبی تصدیق میں تمام ضروری عناصر مثلاً ایمان باللہ' ایمان بالرسل' ایمان بالکتب' ایمان بالملائکہ' ایمان بالآخرۃ اور ایمان بالقدر شامل ہیں۔ پھر ایمان بالغیب ایمان کا ضروری حصہ ہے۔ ایمان کا چوتھا مطلب ہے سکون ولذت اور اطمینان قلبی جو مقربین اور خواص کا حصہ ہے۔ جس کے بارے میں کلام مجید میں فرمایا گیا ہے۔ وانزل السکینتہ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم (الفتح) ''اور اس نے مومنوں کے دلوں میں اطمینان نازل کیا تاکہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو''۔ ایمان کی مذکورہ قسموں میں اول درجے کا ایمان انبیاء و خواص کا ایمان ہی ہوتا ہے اس کے بعد قلبی تصدیق ہے۔ اس کے بعد ایمان مع اعمال صالحہ کا درجہ ہے اور سب سے آخری درجہ صرف ایمان کا زبان سے اقرار ہے۔ صرف زبان سے اقرار کر لینے والا نام کا مسلمان' زبان کے اقرار اور اعمال صالحہ پر کاربند ایمان میں بڑھا ہوا' زبان و دل سے ایمان کا اقراری اور عمل صالح کو اختیار کرنے والا کامل الایمان اور سکینت و سرور سے شادکام ہونے والے حضرات تو خواص و مقربین ہوتے ہیں جو کامل الکاملین ہوتے ہیں (حجتہ اللہ البالغہ دوم)۔

جس طرح زبان سے اقرار ایمان کرنے والا محض مسلمان ہوتا ہے دین اسلام کا ایک فرد اسی طرح ایمان اور عمل صالح کرنے والا مومن ہوتا ہے۔ یہ بھی اپنی جگہ قابل تحسین ایمان والا ہے مگر اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کا مطلوب مومن تو وہ ہے جو:

☆ زبان سے ایمان کا اقراری ہو اور ثابت قدم بھی ہو۔
☆ دل سے ایمان کی تصدیق و توثیق کرنے والا ہو۔
☆ عمل سے اپنے ایمان کو ثابت کرنے والا ہو۔
☆ اپنے عقیدہ و عمل کو مضبوطی سے اختیار کرنے والا ہو۔
☆ اسلامی تعلیمات کو مشعل راہ بنائے اور جان مال' زبان سے ان کی حفاظت کرے۔
☆ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مرضی کو اپنی خواہشات' ارادوں اور منافعوں پر مقدم کرے۔
☆ نیکی کو عزیز اور بدی کو اس طرح دشمن رکھے کہ حصول رزق میں بھی ان کا خیال رہے۔
☆ دنیاوی زندگی کیلئے اتنا ہی تردد کرے جتنا یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنا جتنا وہاں رہنا ہے۔

جب ان خوبیوں والا مومن کامل بن جائے گا تو پھر اس کے اسلام و ایمان کا اعتبار ہوگا اس کے کردار کا یقین ہوگا۔ اس کی زبان کا پاس رکھا جائے گا اور اس کا عمل پیروی کے قابل ہوگا۔ یہی ایمان والے ہیں جنہیں اللہ کریم نے قرآن کریم میں اعزاز و اکرام کے ساتھ خطاب کیا ہے اور جن کے ایمان و ایقان کے محفوظ اور کامل ہونے کی بشارت محبوب کائنات ﷺ نے بھی دی ہے۔ صرف ایک قرآنی آیت اور ایک حدیث قدسی ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''روح ایمان اور حلاوت ایمان'' میں

ملاحظہ فرمائیں)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''کہہ دیجئے کہ انفال (یعنی مال غنیمت) اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے پس تم اللہ سے ڈرو اور اپنے درمیان صلح جوئی کو قائم رکھو اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اگر تم ایمان والے ہو' بے شک مومن وہ ہیں جب وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل (خوف خدا سے) ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر آیات الٰہی کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے یہی لوگ اپنے رب پر بھروسہ کرنے والے ہیں' یہی لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم (اللہ) نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں' یہی لوگ پکے ایمان والے ہیں' ان کے رب کے ہاں ان کا درجہ ہے اور مغفرت بھی اور رزق کریم بھی ہے (سورۃ انفال)۔

حدیث قدسی ہے۔ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ''ولی'' سے عداوت رکھی تو میرا اس سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے' ان چیزوں (فرائض) سے جو مجھے محبوب ہیں اور جو میں نے اس پر فرض کر دی ہوئی ہیں اور میرا بندہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے' نوافل کے ذریعے سے حتیٰ کہ میں اسے پسند کرنے لگتا ہوں پھر جب میں اسے اپنا حبیب (دوست) بنا لیتا ہوں تو میں ہی اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے' میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے' میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے' پھر اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں' اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں'' (صحیح بخاری)۔ یہ ہیں اللہ کے ایمان والے بندے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ اتنے فخر سے کرتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی المذہب تھے اور تورات کے بہت بڑے عالم ان کی کنیت ابو یوسف تھی۔ آپ بنی عوف بن الحرزج کے حلیف تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے ایمان کے اس خلوص کا مظاہرہ کیا کہ رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں دخول جنت کی بشارت دی تھی۔ ان سے متعدد حدیثیں بھی روایت ہوئی ہیں۔

☆ مالک کائنات ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ سارے مدینہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کا غلغلہ بلند ہوا گیا۔ ایک آواز تھی جو ہر طرف گردش کر رہی تھی کہ ''وہ نبی ﷺ آ گیا گیا'' مدینہ کے یہودی اور عیسائی خود بھی آپ ﷺ کا بحیثیت نبی ﷺ'' انتظار کیا کرتے تھے بلکہ اس دن بھی انتظار کر رہے تھے یہودیوں کی اکثر اوس وخزرج کے ساتھ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ جب ان لڑائیوں میں انہیں نقصان پہنچتا تو وہ گڑگڑا کر اللہ سے اس نبی ﷺ کے آنے کی دعائیں کیا کرتے تھے تاکہ اس کی معیت میں وہ کافروں (غیر اہل کتاب) پر غالب آسکیں بلکہ اکثر مشرک دشمنوں (اوس وخزرج) کو دھمکیاں بھی دیا کرتے تھے۔ تورات' انجیل' زبور اور دوسرے صحائف میں

جان کائنات ﷺ کے آنے کا ذکر اوران کی بہت سی نشانیاں بیان کی گئی تھیں۔ جن سے مدینہ کے یہودی بالخصوص واقف تھے۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان تمام نشانیوں سے باخبر تھے۔ لہذا وہ بھی پورے قلبی خلوص کے ساتھ اس نبی ﷺ کی آمد کے منتظر رہتے تھے تو جس وقت رحمت دوجہاں ﷺ کی ناقہ ''القصویٰ'' مدینہ میں داخل ہوئی اور آپ ﷺ کے مدینہ میں داخلے کا شہرہ سارے مدینہ اور حولی میں پھیل گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں کام میں مصروف تھے۔ اس نبی ﷺ کے آجانے کا شور سن کر باغ سے گھر آئے اور نہا دھو کر کپڑے بدل کر بڑے اشتیاق سے دربار رسالت محمدی ﷺ میں پہنچے۔ وہاں دیکھا بھی اور سنا بھی کہ عاشقین مدینہ کے حلقے میں محبوب کریم ﷺ یوں پند ونصائح کے موتی آبدار بکھیر رہے ہیں۔

یاایھاالناس اطعمو الطعام واقشو السلام وقوموا بالليل والناس نیام تدخلو الجنته بسلام ''اے لوگو! بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سلام (السلام علیکم۔ وعلیکم السلام وغیرہ) کا چرچا کرو اور جب سب لوگ سو رہے ہوں تو اس وقت (عبادت الٰہی کے لئے) کھڑے ہوجایا کرو تو تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے''۔

تعلیمات وہی تھیں جو تورات وانجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں پہلے نازل ہوچکی تھیں یا آسمانی تعلیمات سے مماثلت رکھتی تھیں اور تعلیم کا انداز نبوت کی نشانیاں اور دوسرے تمام آثار وہی تھے جو انبیاء علیہم السلام کے ہوا کرتے ہیں۔ یہ صحبت نبوی ﷺ کا اثر تھا۔ لہذا رحمت الٰہی جوش میں آگئی۔ حضرت عبداللہ بن سلام کی فطرت حق ... ہوش میں آگئی' ان کی علمیت بھی معرفت خاتم الانبیاء میں معاون بن گئی۔ فوراً آگے بڑھے اور محبوب کریم ﷺ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔ ترک یہودیت اور اختیار اسلامیت کے ساتھ دربار محمدی ﷺ میں آبیٹھے۔ اس طرح اسلامی تعلیمات اور نبوی ارشادات سے اکثر وبیشتر اپنے آپ کو مزین کرتے رہے مگر ابھی یہودیت پوری طرح ان کے دل ودماغ سے نکلی نہ تھی۔

مدت سے تھا جو دل کی عقیدت کا سلسلہ
لمحوں میں اس کا چھوڑ دینا محال ہے

چنانچہ یہودیت کے حلال وحرام کی تقدیس وتحریم کا جذبہ تا حال دل میں موجود تھا' خواہش یہ تھی کہ جب تک ہوسکے یہودی شریعت کے حلال وحرام کو بھی اختیار کیا جائے اور اسلامی تعلیمات کو بھی مشعل راہ بنایا جائے۔ اس سلسلے میں وہ چند باتوں پر بطور خاص عمل پیرا رہے۔ مثلاً یہودیت میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام ہے اور اس کا دودھ بھی حرام ہے مگر اسلام میں حرام نہیں۔ لیکن اسلام میں اونٹ کے گوشت اور دودھ کے استعمال پر اصرار بھی نہیں۔ اگر کوئی کھانا چاہے تو کھائے اور نہ کھانا چاہے تو نہ کھائے اسے کھانے والے یا ترک کرنے والے کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہودیت کے نکتہ نظر سے اونٹ کا گوشت اور دودھ اپنے اوپر حرام کئے رکھا۔ یہودیوں میں ہفتہ کا دن (یوم السبت) حرمت

والا قرار دیا گیا ہے اس دن یہودی دنیاوی کاروبار کرتے ہیں اور نہ ہی خانگی و ذاتی معاملات میں مصروف ہوتے ہیں۔ اسلام میں ہفتے کے دن کاروبار زندگی کرنے کی نہ پابندی ہے نہ ممانعت۔ اپنے ماحول اور ضرورت کے مطابق ایک شخص چاہے تو کاروبار کرے نہ چاہے تو نہ کرے مگر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باوجود اسلام قبول کر لینے کے محض یہودی نکتہ نظر سے ہفتے کے دن کوئی دنیاوی کاروبار نہ کرتے۔ اسی طرح ایک مدت تک حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا طرز عمل رہا کہ وہ اسلامی تعلیمات پر بھی عمل پیرا رہے اور دین سابقہ کے محرمات کو بھی چھوڑے رکھا مگر اللہ تعالیٰ کو انکی یہ دورخی پالیسی (کہ اسلام بھی حاصل رہے اور یہودیت بھی ہاتھ سے نہ جائے) ہرگز پسند نہ آئی اور ارشاد ہوا۔ یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافتہ ولا تتبعوا خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین ''اے اہل ایمان! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے پیچھے مت چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' (سورۃ البقرہ)۔ اس آیت قرآنی کی رو سے مندرجہ ذیل احکامات و تعلیمات ثابت ہوتی ہیں۔

- ☆ خطاب ان لوگوں سے ہے جو بظاہر ایمان لے آئے ہیں اور اپنے آپ کو مومن بھی سمجھتے ہیں۔
- ☆ یہ خطاب عام (ہر کسی سے) نہیں بلکہ خطاب (مخصوص گروہ مومنین) خاص سے ہے۔
- ☆ اسلام میں پورے کے پورے عقائد و اعمال کے ساتھ داخلے کا حکم ہے جزوی طریقے سے نہیں۔
- ☆ اس طرح کی روش زندگی سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے جس میں گزشتہ ادیان سے بھی تعلق رہے اور اسلام سے بھی ناطہ رہے یہ منافقانہ طرز عمل اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کو سخت ناپسند ہے۔
- ☆ اگر اسلام میں مکمل داخلہ نہیں ہوتا اور مکمل سپردگی نہیں ہوتی تو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہیں بلکہ اتباع شیطان کا مظہر ہے۔
- ☆ جب تم یہ بھی جانتے ہو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے تو پھر ایک ظاہر و باہر دشمن کے پیچھے پیچھے چلنا عقل مندی نہیں بلکہ حماقت و جہالت کی علامت ہے۔
- ☆ آیت مبارکہ میں صیغہ امر صیغہ نہی کے ساتھ حکم دیا گیا ہے جو اللہ کی طرف سے اظہار احکام و تنزیل ممانعت کی سب سے واضح اور زوردار قسمیں ہیں ایسے احکام کا انکار یا ان سے اعراض سراسر کفر اور خسارے کی بات ہے۔
- ☆ شیطان کے قدموں کی پیروی کرنے کا ذکر کر کے اللہ قادر و کریم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ شیطان کی پیروی دراصل اطاعت خداوندی اور اتباع محبوب کریم ﷺ سے فرار و انکار ہے۔ جس کا اچھا نتیجہ کبھی برآمد نہیں ہو سکتا۔
- ☆ ساری کی ساری عزت اللہ سے جڑے رہنے میں ہے ان العزۃ للہ جمیعا اور ساری کی ساری خواری و ذلت اللہ سے لاتعلقی میں ہے اور محبوب کریم ﷺ کی پیروی سے منہ موڑ لینے کا نتیجہ ہے۔
- ☆ شیطان کو انسان کا بلکہ مسلمان کا کھلا کھلا دشمن عدو مبین کہہ کر یہ یاد دلایا گیا ہے کہ جو تمہارا ہے ہی

دشمن اس کی اتباع کرنا کسی طور پر بھی دانشمندی نہیں بلکہ بے عقلی ہے۔ کھلا دشمن کبھی فائدے کی راہ پر نہیں لے جاتا ہمیشہ خسارے اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

☆ جو محض نقل کرے وہ جزوی پیروی کرتا ہے جو محض پیچھے پیچھے چلے اس کا راستہ بھی کبھی ادھر ادھر ہو سکتا ہے مگر جو پاؤں پر پاؤں رکھ کر چلے یعنی نقش قدم کی پیروری کرے وہ تو پکا پکا اسی کا پیروکار ہے جس کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اسلام کے باوجود شیطان کے نقش قدم پر چلنے والے کا اسلام سے رشتہ بہت کمزور بلکہ منقطع ہوتا ہے اس لئے پروردگار عالم نے لاتتبعوا خطوت الشیطن کی ممانعت صریحاً سے منافقانہ طرز زندگی سے روکا ہے۔

☆ اس آیت مبارکہ سے یہ عظیم حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام قبول کرتے ہی گزشتہ عقائد واعمال اور ادیان وایقان سے توبہ کرنا اور ان کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنا ایمان کا تقاضا ہے اور ان کے ساتھ کسی بھی بہانے یا حیلے سے چمٹے رہنا شیطان کی پیروی ہے خواہ اسلام سے کتنی ہی وابستگی کیوں نہ ہو لہذا زندگی کی اس غیر مخلصانہ روش کو ترک کرنا ہی اسلام اور ایمان کا تقاضا ہے۔

یہ بارہ نکات تھے جن سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اسلام کا قبول کرنا اور ایمان کا کتنا ہی زیادہ ہونا اللہ کے ہاں پسندیدگی کی دلیل اور اتباع شیطانی سے برات کی نشانی اس وقت ہے جب اسلام مین داخلہ پر خلوص، پرعزم اور استقلال آمیز رویے سے ہو۔ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۷ میں نظری و عملی ایمان کا ذکر ہوا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

"نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق کی طرف پھیر لو یا مغرب کی طرف بلکہ اصلی نیکی (ایمان) یہ ہے کہ جو ایمان لایا اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا مال دے غریبوں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور (بدحال) مسافروں کو ضرورت مندوں کو اور گردنیں چھڑانے کو اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے اور مصیبت اور سختی میں صبر کرے اور جہاد کے وقت (ثابت قدم رہے) یہی لوگ سچے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں"۔

اور کئی آیات قرآنی میں بھی ایمان کا ذکر ہوا ہے مگر مندرجہ بالا آیت اپنے موضوع پر کامل ہے۔ اس آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "اسلام" دو چیزوں کا مجموعہ ہے زبان سے ایمان کا اقرار اور عمل سے ایمان کا اثبات۔ اس کے بعد تیسری بات اور بھی مذکور ہے۔ یعنی آزمائشوں کے وقت ثابت قدمی۔ لیکن اسے بھی دوسری قسم کے ساتھ شمار کر لیا جاتا ہے۔ ایمان کے ان دونوں پہلوؤں (قول اور عملی) کے باوجود اللہ کریم کے ہاں ایمان والوں سے کچھ اور خصائص بھی مطلوب ہیں۔ اللہ کریم نے ایسی چیزوں کا ذکر کر کے مومنین کے ایمان کو چیلنج کیا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں صرف تین آیتیں پیش ہیں۔

<u>ایمان۔ جہاد کے ساتھ (سورۃ توبہ):</u>

☆ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ (آخرت میں) چھوٹ جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی تک (تمہارے عمل

ے) معلوم نہیں کیا کہ تم میں سے کن لوگوں نے جہاد کیا ہے اور اللہ اور (اس کے) رسول (ﷺ) اور مؤمنین کے سوا کسی کو دلی دوست نہ بنایا ہو"۔

ایمان۔ہجرت کے ساتھ (سورۃ انفال):

☆ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے (یعنی ہجرت کی) اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے ہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی، یہی لوگ پکے ایمان والے ہیں انہیں کے لئے مغفرت اور رزق کریم ہے۔

ایمان۔مشکلات کے ساتھ (سورۃ عنکبوت):

☆ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف اتنی بات کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ وہ ایمان لائے (جبکہ انہیں فتنہ میں نہیں ڈالا گیا۔

احادیث مبارکہ میں بھی بعض عقائد و اعمال کو ایمان کی نشانی قرار دیا گیا ہے اور ان سے امراض کو ایمان کے نہ ہونے یا ایمان کے کامل نہ ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ چند حدیثیں ذیل میں پیش ہیں۔

☆ الایمان نصفان نصف فی الصبر و نصف فی الشکر "ایمان کے دو نصف ہیں آدھا ایمان صبر میں اور آدھا ایمان شکر میں (محفوظ و مستور) ہے" (سنن بیہقی)۔

☆ خصلتان لا یجتمعان فی مومن البخل و سو الخلق "دو خصلتیں ایک مرد مومن میں جمع نہیں ہوتیں (وہ ہیں) بخل اور برے اخلاق" (ترمذی)۔

☆ ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله "مسلمانوں میں بے شک اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور اس کا رویہ اپنے گھر والوں کے ساتھ لطف و محبت والا ہے" (ترمذی)۔

☆ من احب لله والبغض لله واعطی لله ومنع لله فقد استکمل الایمان "جس نے اللہ کے لئے لوگوں سے محبت کی اور اللہ کے لئے نفرت و بیزاری کی اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے دینے سے رک گیا تو بلاشبہ اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی"۔

☆ لیس المومن بالذی یشبع وجاره جالع الی جنبه "ایمان والا وہ نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے مگر پڑوسی میں اس کا ہمسایہ بھوک سے تڑپ رہا ہو" (بخاری)۔

☆ المسلم من سلم المسلمون من السانه ویده "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ (یعنی مسلمان برادری) امن میں رہیں" (بخاری)۔

☆ لایقبل الایمان بلاعمل ولا عمل بلا ایمان ارياض السنته "ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر (اللہ کے ہاں) مقبول نہیں ہے"۔

☆ لایومن احدکم حتی یحب لا خیه مایحب لنفسه "تم میں سے کوئی بھی ایمان والا نہیں

ہوسکتا حتی کہ وہ اپنے بھائی (مومن) کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے'' (بخاری)۔

☆ لاایمان لمن لا امانته ولا دین لمن لاعهدله ''جوامانت والانہیں وہ ایمان سے محروم ہے اور جس کے ہاں عہد کی پابندی نہیں اس کا کوئی دین نہیں''۔

☆ اذا رایتم العبد یلازم المسجد فاشهدوا له بالایمان ''جب تم کسی شخص کو بلاالتزام مسجد کی طرف آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کے گواہ بن جاؤ'' (مشکوٰۃ)۔

☆ ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ''جو شخص اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا'' (مسلم کتاب الایمان)۔

☆ لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین ''تم میں سے کوئی شخص بھی ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد اور باپ (مراد والدین) اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

☆ لایؤمن احدکم حتی یکون هوه اتبعا لما حببت به ''جب تک تم میں سے کسی شخص کی خواہش اس (ہدایت) کے تابع نہیں ہوجاتی جو میں لے کر آیا ہوں وہ ایمان والا نہیں ہوسکتا''۔

☆ لایزنی الزانی حین یزنی وهو مومن ولایسرق وحین یسر وهو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربها وهو مومن والتوبة معروضته بعد ''زانی زنا کرتے وقت ایمان والا نہیں ہوتا اور نہ وہ جو چوری کرتا ہے اور نہ کوئی شخص جو شراب پیتا ہے شراب پیتے وقت ایمان والا ہوتا ہے البتہ توبہ کا دروازہ اسکے بعد بھی کھلا ہے''۔

☆ تین باتیں ایمان میں شامل ہیں' افلاس میں خیرات دینا' انسانوں کی سلامتی کے لئے تڑپنا' اپنے آپ سے انصاف کرنا (مسند البزار)۔

☆ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ مہمان کی مدارت کرے۔

اگرچہ فقہائے کرام اور محدثین عظام کی آراء کی روشنی میں ان حدیثوں میں ایمان کا ہونا یا نہ ہونا دراصل ایمان کی کمی بیشی کی طرف اشارہ ہے یا اکمل الایمان یا نقص الایمان کہا جاسکتا ہے مطلقاً ایمان سے محرومی نہیں کیونکہ مطلق ایمان تو اقرار توحید و رسالت (کلمہ طیبہ) سے ہی حاصل ہوجاتا ہے اور بندہ ایمان والوں کی صف میں شامل ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے اس درجہ کے ایمان والوں کو بھی فلاح ونجات کی بشارت دی ہے۔

اگرچہ وہ فلاح ونجات اعمال وافعال کا حساب دینے کے بعد اور تلافی مکافات کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد ہی حاصل ہوگی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں مالک کائنات ﷺ کی یہ بشارت بھی موجود ہے کہ لا یدخل النار احد فی قلبہ مثقال حبتہ خردل من ایمان ''کوئی ایسا شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود ہو''۔

محدثین کرام جو ایمان میں کمی بیشی کے قائل ہیں وہ ایمان سے یقین وطمانیت مراد لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یقین وطمانیت میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے اور اس میں کمی بھی ممکن ہے۔ احناف کے نزدیک ایمان سے مراد قلبی تصدیق ہے جس کی بناء پر کوئی شخص کفر کی حدود سے نکل کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ قلبی تصدیق میں عوام وخواص، صالح وفاسق سب شریک ہیں۔ سب مسلمان گویا قلبی تصدیق کے شیرازہ میں بندھے ہوئے ہیں یہی ایمان اخوت کی لڑی ہے جسے قرآن حکیم میں انما المومنون اخوۃ کہا گیا ہے۔ جس طرح نبیوں اور رسولوں کے درمیان فرق مدارج کے باوجود فرق کرنا درست نہیں کیونکہ وہ اصطفاوٗ اجتباء کے لحاظ سے ایک ہی لڑی کے ہیرے ہیں۔ ہاں فرق ان کے مدارج ومکالات کی بناء پر ہے جو رسالت ونبوت سے ایک الگ چیز بھی ہے اور نبوت ورسالت سے منسلک امر بھی۔ اسی بات کو اس ارشاد الٰہی میں بیان کیا گیا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجت واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنہ بروح القدس ''یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے (مثلاً) بعضے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے ہیں (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجوں میں سرفراز کیا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے ان کی تائید روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) سے فرمائی'' (سورۃ البقرہ)۔

اسی طرح مومنین کے ایمان کی کمی بیشی اور درجات کا تفاوت ان اوصاف کے اعتبار سے ہے جو ایمان سے جداگانہ بھی ہیں اور متعلق ایمان بھی۔ اصلاً یہ ایمان کی عملی شکل میں کمی بیشی کا مسئلہ ہے جس سے مومن کا عملی ایمان متاثر ہوتا رہتا ہے۔ عمل کی درستی وکجروی سے اعتقادی ایمان بھی کم وبیش ہوتا ہے۔ اس طرح عملی ایمان واقعتاً اور اعتقادی ایمان بھی بعض حالتوں میں کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔

آیئے آخر میں پھر اپنی موجودہ زندگی کے حوالے سے اپنے ایمان کا جائزہ لیں کہ کیا ہم ایمان والے ہیں یا نہیں/کیا ہمارا ایمان کامل ہے یا ناقص؟ ہمارا ایمان کم ہو رہا ہے یا بڑھ رہا ہے؟ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اس کی فکر کریں کیونکہ یہی وہ متاع عزیز ہے جو ہمارے اعمال کی ضامن ہے اور یہی وہ متاع عزیز ہے جس پر آخرت میں ہماری نجات کا دارومدار ہے۔ مگر حیرانی اور افسوس ہے کہ ہمیں اس متاع بے بہا کی فکر نہیں۔ اس دولت نایاب کی نقصان کی پروانہیں اور اس عظیم شے کے جانے کا غم نہیں۔

وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

سب سے پہلے عبادت کو دیکھتے ہیں تو عبادت کی سب سے معروف و معلوم شکل ''نماز'' ہے۔ وہ نماز جو محبوب کریم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' نماز مومن کی معراج ہے اور دین کا ستون ہے' وہ نماز جسے وقت پر پڑھنا اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر پڑھنا لازمی قرار دیا گیا' وہ نماز جسے دیر کرکے پڑھنے کو ٹھونگیں مارنا ہے' سستی کے ساتھ اور دکھاوے کے لئے پڑھنا منافق کی نشانی ہے اور مقام ''ویل'' کا مستحق ہونا بتلایا گیا ہے۔ وہ نماز جسے قرآن کریم میں سات سو مرتبہ حکماً' تاکیداً' ترغیباً' تادیباً' تحسیناً اور تادیلاً ذکر کیا گیا ہے۔ وہ نماز جسے ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد محبوب کریم ﷺ ہے۔ بین العبد والکفر ترك الصلوة (بندہ مومن) اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہی تو ہے' وہ نماز جسے عمداً چھوڑنا کفر کا کام قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد حاکم کائنات ﷺ ہے۔ من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی پس اس نے کفر کیا''۔ وہ نماز جسے اقم الصلوة کے حکم صریح سے بار بار قائم کرنے کا تذکرہ ہے۔ وہ نماز جس کے چھوڑنے کو ''شرک'' بتایا گیا ہے۔ اب وہی نماز ہے جو ہماری زندگیوں سے نکل گئی ہے اور اگر عملاً ہم اس پر کاربند ہیں بھی تو یہ بے اثر ہو گئی تو پھر بھلا ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایمان والے ہیں؟

ایمان لانے کے بعد اگلا مرحلہ اپنے آپ کو ایمان کے تقاضوں کے مطابق بنانا ہوتا ہے۔ جب ہم نے بزبان یہ کہہ دیا امنت بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ والبعث بعد الموت ۔ تو اب لازمی ہے کہ اس زبانی اقرار و شہادت کا عملی اظہار بھی ہو وہ لباس کی صفائی سے ہوتا ہے' وہ جسم کی طہارت سے ہوتا ہے' وہ اللہ کی اطاعت اور محبوب کریم ﷺ کی فرمانبرداری سے ہو' وہ ہماری روزانہ کی دعا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم کے عملی شوق سے ہو اور سب سے زیادہ انعام انبیاء و رسل پر ہوتا ہے اور انبیاء و رسل میں امام الانبیاء و سید المرسلین ہمارے آقا و ہادی اعظم محبوب کائنات ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی اتباع و پیروی لباس میں خوراک میں شکل میں عقل میں عبادت میں' ریاضت میں' گھر میں' مجلس میں' دین میں' دنیا میں ہر حوالے سے اور ہر موقع پر ضروری ہے تبھی ہم محبوب کبریاء ﷺ کے سچے امتی اور آپ ﷺ کی شفاعت کے حقدار و امیدوار اور رحمت رب کریم کے سزاوار ہو سکتے ہیں' ورنہ۔

این گمان است و محال است و جنوں

ہم معاشرے کو بھی خوش رکھنا چاہتے ہیں' معاشرتی رواج و قیود بھی پورا کرنا چاہتے ہیں خواہ اس ''چاہنے'' میں اسلام کا حلیہ کتنا ہی کیوں نہ بگڑ جائے' ہم اپنے عزیزوں' رشتہ داروں' دوستوں' آشناؤں' خیر خواہوں اور متعلقین کی خواہشیں پوری کرنا چاہتے ہیں خواہ اسلام سارے کا سارا مسخ کیوں نہ ہو جائے۔

ہم نے اپنی خواہشوں' آرزوؤں' تمناؤں' امیدوں اور چاہتوں کو اپنا معبود بنالیا ہے اور اس کوشش ناتمام میں ہم ایمان سے بھی محروم ہوگئے ہیں اور اخلاق سے بھی۔ مگر ہمارا گمان اب بھی یہی ہے کہ ہم اہل ایمان ہیں' پکے مسلمان ہیں۔ غیر شرعی افعال انجام دیتے وقت ہم اپنے ایمان کو اعلیٰ درجے کا ہی سمجھ رہے ہیں۔ منشائے خداوندی اور سنت رسول ﷺ کی فکری یا عملی مخالفت کرتے وقت بھی ہم ''مومنون حقا'' ہی ہوتے ہیں اس لئے کہ ہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعتقاد و اعمال تک پر تنقیدی نظر ڈال لیتے ہیں فیالا للعجب ادخلوا فی السلم کافہ کے حکم ربانی کے مطابق ان سب اعمال سیہ کی روشنی میں ہمارا ایمان کس درجے کا اور ہماری مسلمانی کس حیثیت کی ہے۔ فریضہ نماز کے حوالے سے ہی دیکھ لیجئے جس پر گفتگو اوپر ہو چکی ہے۔

داڑھی کا مسئلہ

ایک چھوٹا سا مسئلہ داڑھی کا ہے۔ داڑھی رکھنا یا نہ رکھنا ہر ایک کی پسند ناپسند پر موقوف سمجھا جاتا ہے۔ باپ داڑھی رکھے ہوئے ہے مگر اولاد کو داڑھی رکھنے کے لئے کہنا اپنا فرض نہیں سمجھتا۔ ہم خود ہر روز پانچ دفعہ جس امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں اس کی اقتداء میں ساری عمر داڑھی نہیں رکھتے۔ داڑھی سنت رسول ﷺ ہی نہیں بلکہ سنت رسل ہے' سنت انبیاء ہے کیونکہ ان حضرات اقدس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رضائے ربانی کا شاہکار ہوتا ہے۔ لہذا داڑھی خوشنودی خدا والا عمل ٹھہری۔ اب چاہئے تو یہ کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کی پیاری پیاری سنت سے محبت کرتے ہوئے اسے بشوق رکھیں مگر ہم اسے ہر روز بلکہ ہر روز کئی کئی دفعہ شوق سے مونڈ دیتے ہیں کوئی اسے کانٹ چھانٹ کر کے چھوٹی کرنے کی فکر میں ہے کوئی اسے مغربی طرز کی کرنا چاہتا ہے۔ اسی پر بس نہیں کئی حضرات تو بڑی دیدہ دلیری اور گستاخی سے یہاں تک کہہ دیا کرتے ہیں کیا داڑھی میں اسلام ٹک گیا ہے؟ سرحد پار بہت سے داڑھیوں والے سکھ ہیں۔ یہ سید ھا سنت رسول ﷺ کا تمسخر ہے اور سنت کا تمسخر کرنے والا فوراً دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ سورۃ البقرہ آیہ ۲۱۲ ملاحظہ کیجئے۔ فرمایا گیا ہے زین للذین کفروا الحیوة الدنیا ویسخرون من الذین امنو ''زینت دے دی گئی ہے کافروں کے لئے دنیاوی زندگی کو' تمسخر کرتے (رہتے) ہیں ایمان والوں سے'' (العیاذ باللہ)۔ داڑھی اسلام سے وابستگی کی نشانی ہے اور مالک کائنات ﷺ کی سنت کی پیروی کی علامت بھی۔ آپ ﷺ کے اس حکم صریح کی تعمیل و تکمیل بھی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اقصوا الشوارب واعضوا اللحی وخالفوا المشرکین ''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ اور مشرکین (کے مونچھیں بڑھانے اور داڑھی کاٹنے کے عمل) کی مخالفت کرو''۔ ہم شاید یہ جان کر بھی داڑھی سے اعراض کرتے ہیں کہ شاید داڑھی سے ہماری خوبصورتی میں فرق پڑ جائے گا یا کہیں لوگ ہمیں مولوی نہ کہنے لگیں یا کہیں مغرب زدہ طبقہ ہمیں حقیر نہ سمجھنے لگے۔ ہمیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ اللہ قادر و کریم نے انسان کو بہت حسین اور اعلیٰ درجے کی مخلوق بنایا ہے احسن الخالقین کی تخلیق کو نہ کوئی کم کر سکتا ہے نہ

زیادہ۔ مولوی' ایک معزز ترین لفظ ہے غاصب انگریزوں اور لادین عناصر نے اسے کتنا ہی کیوں نہ گرایا ہو مگر پیرِ رومی کے الفاظ میں دیکھئے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

بہ ترمیم:

مولوی ہرگز نہ شد علمائے دیں
تا ظہور گرمی سنت نہ شد

اللہ کریم' رحمان ورحیم کا ارشاد عظیم ہے ایبتغون عندهم العزة فان العزه لله جميعا (سورۃ النساء)۔

سلام بین المومنین

ویسے تو آج کل ہمارے درمیان سلام و دعا کا رواج نہیں رہا جبکہ رحمت کائنات ﷺ کا حکم ہے۔ افشو السلام بینکم اپنے درمیان سلام کو رواج دو۔ آج کے دور میں ہاتھ کے اشارے سے یا سر ہلا کر یا محض حال چال پوچھ کر یا کندھوں پر ہاتھ مار کر یا ایک دوسرے پر فقرے چست کر کے یا جان' جگر' دل' آنکھوں کا نور کہہ کر یا بلا تکلف ''چھا'' ڈال کر سلام کے فرض کو ادا کیا جاتا ہے اور اگر کہیں سلام کرنے کی روایت باقی رہ گئی ہے تو وہ بھی اپنی اسلامی شکل میں کم اور دور جدید کی خرافات کا فرانہ کے ساتھ مسخ شدہ حالت میں زیادہ۔ مثلاً ہم انگریز بننے کے چکر میں گڈ مارننگ' گڈ نون' گڈ آفٹر نون' گڈ ایوننگ یا گڈ نائٹ کہہ کر ایک سکون سا محسوس کرتے ہیں۔ How are you? بھی ہمارے سلام کی جدید مسخ شدہ شکل ہے۔ Happy to see you بھی اسی قبیل کا سلام ہے بلکہ اب تو ہم ہندوانہ سلام کرنے میں بھی فخر محسوس کرنے لگے ہیں۔ یعنی نمستے۔ شاید کوئی اس کے معنی نہ سمجھتا ہو مگر ہم دونوں ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر جب نمستے کہتے ہیں تو ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم اسلام سے کتنا دور اور کفر کے کتنا قریب ہو گئے ہوتے ہیں۔ آیئے ذرا ان سلاموں کا جائزہ لیں کہ یہ ہمارے ایمان کو کتنا کم کرتے ہیں اور کتنا بڑھاتے ہیں۔

گڈ مارننگ کا مطلب ہے صبح بخیر۔ گڈ نائٹ کا مطلب ہے رات کی خیریت۔ گڈ کے ساتھ لگنے والے الفاظ مخصوص وقت کی سلامتی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان مخصوص اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات کی سلامتی کہنے والے کی دعا میں شامل نہیں ہوتی۔ دوسری طرف اسلام علیکم کو لیجئے۔ تم پر سلامتی ہو یہ سلامتی عام ہے صبح کی' شام کی' رات کی اور دن کی بھی' گھر میں بھی اور باہر بھی' جسم کی بھی اور روح کی بھی' سفر کی بھی اور حضر کی بھی' مال کی بھی اور اولاد کی بھی۔ ہر وقت ہر امر اور ہر جہت سے مکمل سلامتی مطلوب ہوتی ہے۔

نمستے کا مطلب ہے ''میں تمہارے آگے جھکتا ہوں'' جن لوگوں کا یہ سلامی لفظ ہے وہ دونوں ہاتھ

باندھ کر سر بھی جھکایا کرتے ہیں۔ مگر اسلام میں غیر اللہ کے سامنے جھکنے کا تصور ہی نہیں کجا یہ کہ نمستے کہہ کر ہر ایک کے سامنے جھکنے کا اعلان کیا جائے۔ اسلام قبول کرتے ہی تصورات عجز اور قبلہ ہائے سجدہ بدل جاتے ہیں۔ عاجزی صرف اللہ کے لئے اور سجدہ صرف اسی اللہ کے لئے۔ باقی تمام ومن دون اللہ کو اللہ کے آگے جھکانے کی تعلیم ہوتی ہے۔ مگر افسوس! ہم نے اللہ کو چھوڑ دیا تو جواباً اللہ نے ہمیں چھوڑ دیا۔ ہم ادھر ادھر ناصیہ فرسائی کرنے لگے تو اللہ نے بھی اپنی صفت غنی عن العلمین اختیار کر لی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہماری اسی بدبختی کا رونا رویا ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آج کل ہمارے سلام کا حال یہ ہے کہ کسی کو دیکھا تو ہاتھ اٹھا کر ماتھے پر رکھ لیا یا بعض دفعہ صرف ملا ہی لیا۔ اکثر ہاتھ ہلانے کی توفیق بھی نہیں ہوتی' سر ہلانے پر گزارا کر لیا جاتا ہے۔ کئی دفعہ دایاں ہاتھ ملانے کی بجائے بایاں ہاتھ ملا دیتے ہیں۔ بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ دوسرے کا سلام سن کر محض مسکرانے پر ہی اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ انڈین کلچر رواج پا رہا ہے اور اب دونوں ہاتھ جوڑ کر جھکنے کا رواج بڑھ رہا ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی واقف کار کو دیکھ کر رخ ہی دوسری طرف پھیر لیا جاتا ہے تا کہ کہیں خوامخواہ سلام نہ کرنا پڑ جائے یا سلام کا جواب نہ دینا پڑ جائے۔

فکر کا مقام ہے محبوب کائنات ﷺ نے جس اسلام کو اختیار کرنے کا حکم دیا تھا اسے ہم نے ترک کر دیا ہے اور جن غیر اسلامی افعال سے الا ''خبردار'' کہہ کر منع کیا تھا وہی ہم نے اختیار کر لئے ہیں۔ آیئے دیکھئے بھلا آپ ﷺ کے نورانی ارشادات کیا ہیں۔

☆ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور ایمان نہیں لا سکو گے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جب تم اسے کرو گے تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے افشو السلام بینکم ''اپنے درمیان سلام کرنے کو رواج دو'' (مشکوۃ کتاب الادب)۔

☆ ایک شخص راحت جاں ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی ''السلام علیکم'' اسے جواب دیا گیا وہ بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''دس''۔ دوسرا شخص آیا اس نے کہا ''اسلام علیکم ورحمۃ اللہ'' اسے جواب دیا گیا وہ بیٹھ گیا تو رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا ''بیس''۔ پھر تیسرا شخص آیا اور کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اسے بھی جواب دیا گیا وہ بیٹھ گیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا ''تیس''۔ پھر چوتھا شخص آیا اور اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرۃ'' اسے بھی جواب دیا گیا اور رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا ''چالیس'' مزید فرمایا کہ اسی طرح فضیلت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

☆ وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کرتا ہے نہ مشابہت کرو یہود کی اور نہ نصاری

کی۔ کیونکہ یہود کا سلام کرنا انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام کرنا ہتھیلی کے اشارے سے ہے (ترمذی)۔

سچ ہے ہماری یہ ذلت وخواری یہ بدحالی وزاری' یہ تنزل و بے راہروی' یہ مسکنت و نامرادی صرف اور صرف اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کے احکام سے اعراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمانبردار مسلمانوں اور نافرمان مسلمانوں کا موازنہ اسی کسوٹی پر کیا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

برائی' گناہ اور نافرمانی عمداً تو تین طریقوں سے کی جاتی ہے اولاً گناہوں میں پڑ کر ثانیاً حیثیت کی ہو ثالثاً ان برائیوں اور بدعملوں کے اعمال وافعال پر خاموش رہ کر۔ ''خطا'' بھی عموماً تین ہی طریقوں پر ہوتی ہے وقت سے اور ماحول سے ترغیب پا کر' جذبات کے غلبہ سے اور لاعلمی کی وجہ سے/ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں گناہ وخطا کے تینوں طریقے بیک وقت پائے جاتے ہیں۔ حزب الشیطان (شیطانی ٹولہ) بڑے منصوبہ بندی اور زور شور سے نئے نئے انداز ہائے گمراہی اختیار کر رہا ہے کہیں جدید تہذیب کے تقاضے ہیں کہیں بنیاد پرستی کے طعنے سے بچنے کا بہانہ ہے کہیں ترقی کے لئے لازمی عنصر کہا جاتا ہے اور کہیں انسانی حقوق کی آزادی کا ڈھنڈورہ ہے۔ اب جن لوگوں کا فرض تھا کہ وہ اٹھ کھڑے ہوتے اس برائی کے سیلاب کو روکتے جس میں ان کی نوجوان نسل بالخصوص اور پورا معاشرہ بالعموم بہتا چلا جارہا ہے وہ درج ذیل طریقوں سے برائی کے حمایتی ومددگار بن گئے ہیں۔

☆ اعمال شنیعہ وافعال قبیحہ کو دیکھ کر خاموش ہیں اور ان کی ایمانی غیرت جوش میں نہیں آتی۔

☆ صرف خاموش ہی نہیں بلکہ اکثر بیشتر بے لفظوں میں وکھلے لفظوں میں برائی کی تادیل یا فاسقانہ جواز پیش کرتے ہیں۔

☆ نیمے دروں و نیمے بروں برائی میں ملوث ہیں۔ لطف اندوز بھی ہو رہے ہیں اور حصہ بھی وصول کر رہے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ برائی' گناہ' فحاشی' بے حیائی' بے راہروی' نافرمانی' بدزبانی' فسق وفجور' فساد وفتور' طغیانو جو ذُلا دینیت اور الحادیت ہمارے دروازوں پر دستک دے رہی ہے بلکہ گھروں کے اندر تک پہنچ گئی ہے۔ اب جو لوگ تو اس برائی کو فیشن اور سٹائل سمجھ کر قبول کر رہے ہیں یا اپنی ترقی کے لئے موجودہ دور کی ضرورت خیال کر رہے ہیں۔ یا جدید ثقافت جان کر بدل وچشم ان قباحتوں وشناعتوں کا استقبال کر رہے ہیں ان سے ہمارا شکوہ ہے نہ سوال۔ مگر جو دین کی رٹ لگائے ہوئے ہیں جو اسلام ودین کے مدعی بھی ہیں اور داعی بھی۔ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے جان ومال قربان کرنے کے دعویدار بھی ہیں اور جن کی پرہیزگاری اور دینداری بھی مسلم ہے ان کے ملاحظہ کے لئے یہ حدیث محبوب ﷺ پیش ہے۔ جس میں رحمت کائنات ﷺ نے

فرمایا ہے۔من رای منکم منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع قبلسانہ ولن لم یستطع فیقلیہ وذالك اضعف لایمان ''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے (پائے) تو اسے چاہئے کہ اسے (یعنی برائی کو) اپنے ہاتھ سے مٹا دے (ختم کر دے) پھر اگر اس میں اس (امر عظیم) کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنی زبان سے (کام لے کر برائی کو) مٹائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم وہ برائی کو) اپنے دل میں ہی برا جانے اور (یاد رکھو) یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے (مشکوٰۃ)۔

آج ہمارے معاشرے میں برائی اور بروں کے بارے میں ہمارا جو رویہ ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہم خود با آسانی اپنے گریبان میں جھانک سکتے ہیں لحہ فکر و تدبر ہے کہ آج ہمارا جو برا حال ہے وہ کہیں اس وجہ سے تو نہیں کہ ہم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کر دیا ہے۔آؤ ذرا دل کے کانوں سے سنیں کہ حاکم کائنات ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔

''کسی قوم میں یا جماعت میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت یا قوم (طاقت واختیار کے باوجود) اس شخص کو گناہ سے نہیں روکتی تو ان (افراد قوم) پر موت سے پہلے ہی دنیا میں اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے'' (ابوداؤد)۔

ذرا اور سنو! اللہ کی قسم تم ضرور نیک کاموں کے حکم دو گے اور برے کاموں سے منع کرو گے ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف کھینچ لو گے اور اسے مجبور کر دو گے کہ اپنے حق پر ہی رہے (اگر یہ نہ کرو گے تو) ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے بعض دلوں کو دوسرے بعض دلوں سے ملا دے گا پھر تم پر لعنت کرے گا جیسے دوسروں پر لعنت کی تھی (ترمذی، ابوداؤد)۔اسی بات کو حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شعر کے پیکر میں یوں بیان کیا ہے۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
لیکن کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

ذرا اور کان لگا کر سنو کہ علامہ اقبال کیا فرما رہے ہیں۔

کون ہے تارک آئین رسول مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
ہو گئی کس کی نظر طرز سلف سے بیزار
کس کی نظروں میں سمایا ہے شعار اغیار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

آج کا یورپ مرد مسلمان کے ''ایمان'' سے سب سے زیادہ خوف زدہ ہے کیونکہ یہی ایمان ہے جو اسے دنیا سے لاتعلقی اور آخرت کے فکر کی طرف راغب کرتا ہے یہی ایمان ہے جو مسلمانوں کو خواہ وہ کہیں

بھی ہوں ایک سیسہ پلائی دیوار بنا دیتا ہے۔ ان کا ایمانی رشتہ انہیں قریب کیئے رکھتا ہے۔ یہی ایمان ہے جو اللہ رب العزت اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی اطاعت واتباع کے لئے تیار کیئے رکھتا ہے۔ یہی ایمان ہے جو بندہ مومن کو ''جہاد'' کے لئے تیار کرتا ہے اور کافر مسلمان کے جذبہ جہاد سے تو ایسے ڈرتا ہے جیسے موت سے ڈرتا ہے۔ مسلمان کے اس ایمان کو مسخ کرنے کے لئے بے جان کرنے کے لئے اور بے حقیقت کرنے کے لئے غیر مسلم دنیا نے کئی جال پھیلا رکھے ہیں۔ مثلاً عیاشی کا جال' فلموں کا جال' قرض کا جال' شراب کا جال وطنیت کا جال' امداد (Aid) کا جال' جدید سہولتوں کی فراہمی کا جال' تعصب کا جال' سود کا جال' منشیات کا جال' سیاسی طبقہ بندیوں کا جال حکومتوں کی تبدیلیوں کا جال وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام عنوانات پر گفتگو کرنا تو ممکن نہیں۔ مگر ان میں سے صرف ایک یعنی موجودہ دور کی فحاشی و بے حیائی پر گفتگو کرتا ہوں۔ یہ ایک ایسی برائی ہے جو ہمارے ایمان کو چاٹ گئی ہے اور یہ بہت سے برائیوں کا سرچشمہ ہے۔

فحاشی اور بے حیائی کے کام' اس طرح کی باتیں اور سوچیں یہ سب کے سب شیطانی کام ہیں کیونکہ شیطان ہی رحمٰن کے بندوں کو اس راہ پر لگا کر ہدایت سے دور کرتا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ و لا تتبعوا خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء والفحشاء ''اور شیطان کی پیروی مت کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے بلاشبہ وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے'' (سورۃ البقرہ)۔ پھر فرمایا الشیطن یعدکم الفقر ویامر کم بالفحشاء ''شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے (تا کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو) اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے'' (سورۃ البقرہ)۔ بے حیائی اور فحاشی کو ترویج دینا کافروں اور منافقوں کا کام ہے۔ چنانچہ سورۃ النور آیت ۱۹ میں فرمان الٰہی ہے۔ ''بے شک جو لوگ (بعد نزول آیات الٰہی کے بھی) چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ یہ قبیح و شنیع امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکما اور تا دیبا منع فرمایا ہے اور حضور گرامی ﷺ کو بھی اس کی حرمت کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مومنوں کی صفت یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ برائی اور بے حیائی سے بچتے ہیں اور بے حیائی اور نافرمانی میں اپنی جان کو گم کر دینے والے کا ناکام ونامراد قرار دیا گیا ہے اور بے حیاؤں' بدکاروں اور نافرمانوں کا ٹھکانہ جحیم (جہنم کا ایک طبقہ) قرار دیا گیا ہے اور عبادت کا ایک مقصد بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

☆ حاکم کائنات ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو ان سے عہد لیتے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی' چوری نہ کریں گی' زنا نہ کریں گی' اولاد کو قتل نہ کریں گی' کسی پر بہتان نہ لگائیں گی' میری نافرمانی نہ کریں گی' بین نہ کریں گی' بال نہ نوچیں گی' کپڑے نہ پھاڑیں گی' سینہ کوبی نہ کریں گی' کسی غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کریں گی' اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ آیئے دیکھیں کہ حاکم کائنات ﷺ نے فحاشی' بے حیائی' امور منکر اور بے شرمی کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

☆ مومن فحش گو' لعنت کرنے والا' طعنہ دینے والا اور بے غیرت نہیں ہوتا (ترمذی)۔

☆ عیش پسندی (آرام طلبی' بے حیائی اور نفس کی بار آوری) سے بچنا کیونکہ اللہ کے بندے عیش پسند نہیں ہوتے (احمد بحوالہ مشکوۃ)۔
☆ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے یہی وجہ ہے جو اس نے ظاہری اور باطنی بے حیائی کو حرام کیا۔
☆ تم فحش گو نہ بنو کیونکہ اللہ تعالیٰ بدزبانی اور بے ہودہ گفتگو کو پسند نہیں کرتا (مسلم)۔
☆ تین آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام فرما دی ہے ان میں سے ایک وہ بے حیا ہے جو اپنے گھر میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے (احمد' نسائی' مشکوۃ)۔
☆ آنکھوں کا زنا نظر بازی (آنکھ مٹکا) ہے' زبان کا گناہ شہوانی گفتگو' دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ بے حیا اور بے ہودہ گو سے بغض رکھتا ہے (ترمذی)۔
☆ لعن اللہ الناظرو المنشور الیہ اللہ ''بے حیائی' عریانی کے دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے (دونوں پر) لعنت فرمائی ہے'' (بیہقی)۔
☆ جن عورتوں کے شوہر گھر میں نہ ہوں اور وہ اکیلی ہوں ان کا کوئی محرم بھی ان کے ساتھ نہ ہو' تم ان کے پاس مت جاؤ (ترمذی)۔
☆ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں وہ ''زانی'' ہے (نسائی ابوداؤد)۔
☆ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت سے ہے فحش گوئی سنگ دلی سے ہے اور سنگ دلی جہنم سے ہے (مشکوۃ کتاب الادب)۔
☆ زانی زنا نہیں کرتا جبکہ وہ حالت ایمان میں ہو۔ جب بندہ زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور جب وہ اس عمل سے فارغ ہوتا ہے تو واپس لوٹ آتا ہے (ترمذی' ابوداؤد)۔

قرآن و حدیث کے یہ بین ارشادات تازیانہ ہیں ایمان والوں کے لئے اور تادیب ہیں ان لوگوں کے لئے جن کے گھروں میں برائی داخل ہوگئی ہیں۔ لادینیت کے ذریعے' مغربی کلچر کے ذریعے' اپنے بے احتیاطیوں کے سبب' فحش' ناولوں' فلمی اخبارات و رسائل کے ذریعے' ٹی وی اور وی سی آر کے ذریعے' اپنے گھر والوں کی نگرانی و حفاظت نہ کرنے کے سبب' قرآن و حدیث سے ناتا توڑ لینے کی وجہ سے' اللہ اور اس محبوب رسول ﷺ کی خوشنودی کو غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے' مغرب پلٹ طبقات سے رابطہ ضبط رکھنے کی وجہ سے' بے پردگی اور مخلوط مجلسوں میں جانے کے نتیجہ کے طور پر' راگ رنگ سے دلچسپی کی وجہ سے' عیش کوشی کے سبب سے' حیا اور ایمان کے تعلق کو کمزور کر دینے کے سبب سے کہ یہ لوگ اب بھی ہوش کے ناخن لیں۔ اپنے گھروں سے' اپنے اہل خانہ کے جسم و دماغ سے اور اپنی فکر و عمل سے اس برائی و بے حیائی کو اس طرح نکالنے کی تدبیر و سعی کریں جس طرح مضر جاں اور مہلک چیزوں کو دور کیا جاتا ہے۔ ورنہ اپنے ''ایمان'' کو

اہم سمجھنے والوں اور اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت محسوس کرنے والوں کے لئے یہ فرمان بے نیازی ہی کافی ہے۔ اذا لم تستع فاصنع ماشئت ''جب تو حیا نہ کرے تو جو جی میں آئے کرتا رہ'' (بخاری)۔

اب ہم کامیاب اسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب دشمنان دین کی کوششوں، سازشوں اور ارادوں کو ناکام بنا دیں۔ ہم نہ بنیاد پرستی کے طعنہ کی پرواکریں نہ امداد وتعاون کے لئے ان کی طرف دیکھیں کیونکہ قرض ایک ایسی لعنت ہے جو انسان کو جھکا دیتی ہے حتی کہ وہ ایسی باتیں ماننے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ جو اسے بھی پسند نہیں ہوتیں، اخلاقی لحاظ سے بھی غلط ہوتی ہیں اور مقروض کا ایمان بھی اس سے مجروح ہو جاتا ہے (العیاذ باللہ) اور اسلام قبول کر لینے کے بعد بندہ مومن کی متاع صرف ایمان ہی تو ہے۔ اسی لئے تو ہم نماز جنازہ میں اپنے دین اسلام اور ایمان کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ یقیناً یہی زاد راہ ہوتا ہے جو آخرت میں کام آسکتا ہے لہذا ابھی وقت ہے کہ دشمنوں کے ان ارادوں کو بھانپ کر ہوش کر لی جائے۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

مگر اسلام قبول کر لینے کے بعد آج ہماری رسموں، خواہشوں، بداعمالیوں، بداعتقادیوں، مقصد زندگی سے چشم پوشی اور دین سے بیزاری کے سبب دشمنوں کا ارادہ یہ ہے جو بدقسمتی سے پورا ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

مسلم کو دے کے عمل و عقیدہ خلاف دیں
اس کے قلب سے دیں کی حقیقت نکال دو
ایمان سے محروم ہو جائے گا خود بخود
عشق نبی ﷺ گر اس کے عمل سے نکال دو

پس برادران گرامی، عزت مدامی، عظمت مقامی، عزیز دوستو، رفیقو، ہم نفسو، ہم مجلسو، ہم نشینو، ہم خیالو، اے پیارو، اے دلدارو، اے قلب ونظر کے ستارو، اے محبان محترم، اے ہمدردو، اے رہنماؤ، اے مسلمانو، اے ہوشمندو، اے بزرگو، اے مشفقو، اے عزت نشینو، اے ہم مذہبو، اے ہم مکتبو، اے ہم عقیدہ، اے معلمین، اے مصلین، اے متقین، اے مومنین، اے قائمین، اے صادقین، اے خاشعین، اے مسلمین، اے عوام، اے خواص، اے ذکور، اے اناث یہ خطاب الٰہی ذرا گوش ہوش سے سن لو۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله وما نزل من الحق (سورۃ الحدید) ''کیا ابھی بھی وہ وقت نہیں آیا کہ اہل ایمان کے دل اللہ کی یاد سے اور سچے دین کے آجانے کے بعد نرم پڑ جائیں (یعنی اللہ کی طرف جھک جائیں)'' ادخلوا فی السلم کافته کے بعد ولا تتبعوا خطوت الشیطن کی وعید الٰہی سن کر تو

اہل ایمان کے دلوں کو خشیت الٰہی سے بھر جانا چاہئے۔ اگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا تو ابھی بھی وقت نہیں گزرا۔ سوچو اور ہوش کرو، غور کرو اور اٹھ بیٹھو، فکر کرو اور دولت ایمانی کی حفاظت کرلو، آؤ اپنے متعلقین کی دولت ایمانی کی حفاظت بھی دامے درمے، قدمے، سخنے کرلیں۔ یاد رکھو ایمان اسی وقت قائم رہتا ہے جب حکمران ہوں یا محکوم، دوست ہوں یا نا آشنا، اپنے ہوں یا غیر، نیک ہوں یا بد جیسے بھی ہوں مگر برائی کرنے والوں کے خلاف ''جہاد'' کیا جائے۔ ان کی مضر ایمان حرکتوں کو پنپنے پھولنے اور بڑھنے سے پہلے ہی مٹانے کا عزم کیا جائے جیسے کہ ارشاد محبوب کریم ﷺ ہے۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان ''جس نے دیکھی تم میں سے برائی تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے بدل ڈالے (یعنی مٹا دے) اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے برائی کو مٹائے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے (کم از کم) اپنے دل میں (ضرور) برا جانے (یاد رہے کہ) یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر وہ عمل ہے جو نہ صرف ''ضامن ایمان'' ہے بلکہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے والا ہے حتی کہ ارشاد الٰہی ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت آ جائے کہ تم دعا کرو اور وہ قبول نہ ہو، تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم دشمن کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں (ابن ماجہ)۔

محترم قارئین کرام! ایک پرخلوص اور سچے مسلمان کے لئے اللہ کی اطاعت کے بعد اطاعت محبوب کریم ﷺ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اطاعت محبوب کریم ﷺ کی اطاعت کے ذیل میں آپ ﷺ سے محبت کرنا اور آپ ﷺ کے احکام کو بحیثیت شارع کے قلبی محبت سے تسلیم کرنا ایک مومن کے لئے انتہائی ضروری ہے جس سے اعراض کرنے والا ایماندار نہیں ہوسکتا اور جس کی پابندی کرنے والا اللہ کی ابدی خوشخبری کا مخاطب ٹھہرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے دین نے محبوب کریم ﷺ کی محبت کو ایمان کا ضروری حصہ قرار دیا ہے۔

قرآن مجید نے اطاعت رسول ﷺ کے ضمن میں حب نبوی ﷺ کا ذکر کیا ہے اور حاکم کائنات ﷺ کے فیصلوں کو بدل و جان تسلیم کرنا ایک مومن کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے فیصلوں کے بارے میں شک وشبہ سے کام لینے والے کو ایمان سے محروم اور گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کی محبت کے حصول کا طریقہ آپ ﷺ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ''نبی ﷺ مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریبی ہیں اور نبی (ﷺ) کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں'' (سورۃ احزاب)۔ آپ (ﷺ) فرما دیں کہ اگر تم کو اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے احکام جہاد کے مقابلے میں زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک

کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (سورۃ توبہ)۔ ''پس آپ (ﷺ) کے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ (ﷺ) کو اپنے (آپس کے) جھگڑوں میں حاکم نہ بنائیں، پھر وہ آپ (ﷺ) کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی (یا ناراضگی) نہ پائیں اور آپ (ﷺ) کی پوری پوری فرمانبرداری کریں'' (سورۃ النساء)۔ ''اور کسی مومن اور مومنہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کوئی فیصلہ کردیں تو وہ اس (فیصلہ) میں کوئی چوں چراں کریں اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) (کے حکام) کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ صریح گمراہی میں ہے'' (سورۃ احزاب)۔ ''اے رسول (ﷺ) آپ ان لوگوں سے فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (اتباع) فرمانبرداری کرو اللہ تم سے محبت کرے گا'' (سورۃ آل عمران)۔

غرضیکہ قرآن نے جگہ جگہ صاحب قرآن ﷺ کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے اور یہ محبوب کریم ﷺ سے محبت کی تاکید کا تقاضا بھی ہے کہ قرآن لاترفعو اصواتکم فوق صوت النبی کا حکم دے رہا ہے۔ یا یہ حکم بھی آپ ﷺ کی اطاعت کے ضمن میں ہی ہے کہ محبوب کریم ﷺ کو حجرے کے باہر سے آوازیں نہ دو (کہ یہ آداب محبت کے خلاف ہے) بلکہ آپ ﷺ کے باہر آنے کا انتظار کیا کرو کہ یہ آداب محبت کے عین مطابق ہے۔ کہیں آپ ﷺ سے فضول سوالات کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کہ یہ عین آداب محبت و اطاعت کے موافق نہیں۔ یہ بھی بتا دیا گیا کہ محبت و آداب سے ذرا سا انحراف کہیں دوسروں کے لئے بھی باعث مشقت نہ بن جائے یعنی تمہارے بے مقصد سوالات پر حاکم کائنات ﷺ کی زبان سے نکلا ہوا جواب کہیں تمہارے لئے حکم یا فرض نہ قرار دے دیا جائے۔

قرآن مجید کے اسی قسم کے سارے کلام کو احادیث کے ذریعے مؤکد کیا گیا ہے۔ اس بارے میں محبوب کریم ﷺ کے صریح ارشادات قرآن مجید کے ارشادوں کو محبت محبوب کریم ﷺ پر دلیل ثابت کر رہے ہیں۔ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

☆ کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اسے مجھ سے (رسول اللہ ﷺ) کے ساتھ اپنے ماں باپ اور اولاد اور باقی تمام اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔

☆ کوئی مومن نہیں ہوسکتا تم میں سے جب تک میں اسے اس کے اہل و عیال اور مال و دولت سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابی قراد فرماتے ہیں کہ ایک دن محبوب کریم ﷺ نے وضو کیا تو آپ ﷺ کے کچھ اصحاب آپ ﷺ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے تو آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے اس کام کا محرک کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، آپ ﷺ نے فرمایا۔ جن لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ جب بات کریں تو سچ بولیں، جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی

جائے تو اس کو (بہ حفاظت) مالک کے حوالہ کریں، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص راحت جاں ﷺ کے پاس آیا اور اس نے محبوب کائنات ﷺ سے کہا۔ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم کہتے ہو اس پر غور کرلو۔ اس نے تین بار کہا واللہ انی لاحبک میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو فقر وفاقہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار فراہم کرلو کیونکہ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں ان کی طرف فقر وفاقہ کا سیلاب زیادہ تیز رفتاری سے بڑھتا ہے یعنی فقر وفاقہ اور حضور ﷺ کی محبت لازم وملزوم ہیں۔

ان احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ محبوب کریم ﷺ کے مقابلے میں ماں باپ، بہن بھائی، اولاد، رشتہ دار اور دوسرے تمام لوگوں کی نسبت ایک مومن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ محبوب کریم ﷺ کے اپنے ارشاد کے مطابق آپ ﷺ سے محبت کرنے کا مطلب معاشرتی برائیوں سے رکنا اور حقوق العباد کا پورا کرنا بھی ہے۔ فاتبعونی سے قرآن نے واضح اعلان کردیا ہے کہ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت کا واحد ذریعہ محبوب کائنات ﷺ کی پرخلوص اطاعت ہے۔ مال وزر اور خلاصۂ موجودات ﷺ کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی اس لئے فرمادیا گیا ہے کہ میری محبت کا مقصد فقر وفاقہ کے ساتھ رشتہ جوڑنا ہے، اس لئے کہ الفقر فخری آپ ﷺ کا شعار تھا۔

ایک غزوہ (غالباً غزوہ احد) سے غازی مسلمان واپس آئے تو مدینہ سے باہر ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی منتظر تھیں۔ مسلمان ملے تو پوچھا کہ رحمت کائنات ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ محبوب کریم ﷺ تو بخیریت ہیں۔ آپ کا خاوند شہید ہوگیا ہے۔ دوسرا گروہ آتا نظر آیا تو آگے بڑھ کر پوچھا میرے آقا سرور کائنات ﷺ کس حال میں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ محبوب کریم ﷺ خیریت سے ہیں لیکن آپ کا بھائی شہید ہوگیا ہے۔ ایک اور گروہ آتا نظر آیا تو بے تابی سے آگے ہوکر پوچھا محمد رسول اللہ ﷺ کی خیریت بتاؤ۔ لوگوں نے بتایا آپ بالکل خیریت سے ہیں لیکن آپ کے دونوں بیٹے شہید ہوگئے ہیں۔ اس پر آپ نے الحمدللہ کہا اور اس وقت تک مدینہ کے باہر کھڑی رہیں جب تک محبوب کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان نہیں کرلیا اور آخر میں ان خیالات کا اظہار کرتی ہوئیں مدینہ کو رخصت ہوگئیں کہ اپنے آقا ومولا محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔ میرے اور بھی عزیز رشتہ دار ہوتے تو میں انہیں بھی محمد ﷺ پر قربان کردیتی اور آپ ﷺ کی خیریت کی خبر سن لیتی پھر بھی یہ بڑا آسان کام تھا۔ جان کائنات ﷺ سے محبت کا ایسا جذبہ کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

☆ غزوۃ العرۃ (غزوہ تبوک) کے لئے تیاری ہورہی ہے۔ مسلمانوں میں پیغام نبوی ﷺ پہنچا دیا گیا ہے کہ جان اور مال سے جہاد میں حصہ لینے والے حرکت میں آجائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی سے یہ رشک ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نیکی کے معاملے میں ہمیشہ مجھ سے آگے بڑھ

جاتے ہیں۔ آج وہ آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ گھر گئے' گھر میں موجود تمام مال واسباب آدھا آدھا کیا' آدھا گھر والوں کے لئے چھوڑا اور آدھا غزوہ میں مالی حصّہ کے لئے لے کر حاضر ہو گئے۔ محبوب کریم ﷺ نے پوچھا عمر (رضی اللہ عنہ) گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آدھا مال اسباب گھر میں چھوڑ آیا ہوں اور آدھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا ہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ فخر کائنات ﷺ نے ان سے پوچھا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گھر میں کچھ چھوڑا ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ گھر میں موجود تھا لے کر حاضر ہو گیا ہوں۔ باقی گھر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ آیا ہوں۔ اقبال نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس خیال کو یوں بیان کیا ہے۔

پروانے کے لئے شمع' بلبل کے لئے پھول بس
صدیق کے لئے خدا اور اس کا رسول ﷺ بس

☆ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک تابعی ہیں۔ اپنی ضعیف والدہ کی خدمت کے پیش نظر تمام عمر دربار رسول ﷺ میں حاضر نہ ہو سکے لیکن محبوب کائنات ﷺ سے محبت کا یہ عالم کہ جب آپ کو خبر ہوئی کہ غزوہ احد میں مالک دو جہاں ﷺ کے دو دانت مبارک شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے زنبور لے کر ایک ایک کر کے اپنے تمام دانت نکال دیئے۔ محبوب کریم ﷺ کے دو دانت نہیں رہے تو اویس قرنی کو کیا حق حاصل ہے کہ اس کے منہ میں پورے دانت رہیں۔ پہلے دو دانت نکالے پھر اس شک میں دو دو کر کے باقی بھی نکال دیئے کہ شاید یہ دانت نہ ہوں دوسرے دانت ہوں۔ محمد ﷺ نے بھی محبّ کو بھلایا نہیں اور اپنا عمامہ اویس قرنی کو پہنچانے کی وصیت کی ساتھ ہی امت مدنی ﷺ کی بخشش کے لئے دعا کرنے کی بھی تاکید کی۔

☆ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ محبوب کریم ﷺ کے مشہور صحابی ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب کفر طاقتوں اور دین الٰہی اپنی اشاعت کی ابتدائی منزل پر تھا۔ ان کو کافر پکڑ کر لے گئے اور اتنا مارا کہ سارا جسم لہولہان ہو گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ یہ اسلام کو نہیں چھوڑیں گے لہذا ان کو پھانسی دے دی جائے۔ پھانسی کے انتظامات مکمل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پھندے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ ایسے نازک وقت میں جب موت کے خوف سے انسان حوصلہ چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا۔ اے خبیب (رضی اللہ عنہ) یوں موت کو سامنے دیکھ کر اب تو تم کہتے ہو گے کہ کاش محمد (ﷺ) کو پھانسی لگا دیا جائے اور میری جان بچ جائے۔ محبّ رسول ﷺ کا جواب سنیئے۔ فرمایا ''بخدا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جان بچ جائے اور محبوب کریم ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے'' یہ کہا اور پھندہ گلے میں ڈالا اور ہنسی خوشی آپنے آپ کو محبت محبوب کریم ﷺ پر قربان کر دیا جبکہ کفار کی طرف سے آخری پیش کش یہ بھی کی گئی تھی کہ چلو تم محمد ﷺ کو گالیاں ہی دے

دو' تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کی اس پیش کش کو بھی پایۂ حقارت سے ٹھکرا دیا اور جان کے بدلے میں بھی اپنے محبوب ﷺ کے خلاف زبان کو حرکت دینا گوارا نہ کیا اور '' جو ہو نہ حب مصطفےٰ ﷺ تو زندگی فضول ہے'' کو عملی طور پر ثابت کر کے دکھا دیا۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب آپ رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے روزینے مقرر کرنے لگے تو اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ سالانہ تین ہزار مقرر فرمایا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تین ہزار پانچ سو سالانہ مقرر کیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اسامہ رضی اللہ عنہ کو کون سی فضیلت ہے وہ تو کسی غزوہ میں بھی میری طرح حاضر نہیں رہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو جواب دیا۔ اس کا باپ تیرے باپ سے زیادہ اور وہ خود تجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے تھے۔ اسی لئے میں نے اپنے پیارے بیٹے پر محبوب ﷺ کے پیارے کو ترجیح دی ہے۔

محبت محبوب کریم ﷺ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ امامین شہیدین حسین علیہما السلام اور ان کے ابوین طیبین کی محبت عین محبت النبی ﷺ ہے۔ اہل بیت اطہار کے علاوہ ازواج النبی ﷺ آپ کے دوسرے بزرگ اور پیارے عزیزوں سے محبت بھی محبت محبوب کریم ﷺ کا تقاضا ہے۔ ان کے فضائل یاد رکھنا بیان کرنا اور ان کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا عین محبت نبوی ﷺ ہے۔ مزید برآں مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم سے جن کے اوصاف قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں بہ کثرت موجود ہیں ان سب سے محبت رکھنا' ان کی اتباع کرنا اور مشابہت سنت خلفاء کا اہتمام کرنا عین محبت النبی ﷺ ہے۔ رحمت کائنات ﷺ کی سنت پر عمل کرنا' نمازوں کی سنتوں کا اہتمام کرنا' آپ پر درود شریف پڑھنا بھی محبوب کریم ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے۔ زبان کو فحاش اور برائیوں سے پاک رکھنا' اعمال کو شک اور تساہل سے بچانا' عقائد کو شیطانی آلائشوں سے محفوظ رکھنا' حلال رزق کو شکوک ہونے سے بچانا آپ ﷺ کے ارشادات کو بلغو اعنی ولواية کے تحت آگے پہنچانا بھی محبت رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ یہ وہ تقاضے ہیں جن سے انحراف کرنے والا محب النبی ﷺ کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

جب تک تیرے حبیب ﷺ سے وابستگی نہیں
ہے نام زندگی کا مگر زندگی نہیں

یہاں ایک اور لطیف سا نقطہ بیان کرنا فائدہ مند ہوگا۔ ہم محبت کی بجائے لفظ عشق سے زیادہ مانوس ہیں۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی حب الٰہی کی بجائے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

کا دعویدار ہے لیکن قرآن وحدیث کے غواص یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر وہ کلام پاک میں عشق کا

لفظ استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ صاحب قاموس کے نزدیک تو جنون کی بہت سی اقسام میں سے عشق بھی جنون کی ایک قسم ہے۔ پس جب عشق کے معنی قسمے از جنون ہوئے تو ضروری تھا کہ اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کے کلام میں یہ لفظ استعمال نہ کیا جاتا اور اسے فضائل محمودہ یا محاسن جمیلہ میں شمار نہ کیا جاتا۔ بیشک قرآن کریم اور حدیث شریف میں لفظ محبت بکثرت استعمال ہوا ہے جو اس کا ثبوت ہے کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔

محبت اور عشق میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ محبت روح کے میلان صحیحہ کا نام ہے اور عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات حلیہ کی وجہ سے محبت کئے جانے کے شایان شان ہو معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب محبوب ہی ہے خواہ اس کا کوئی محبّ نہ بھی ہو مگر معشوق کے لئے عاشق کا ہونا ضروری ہے۔ مشہور مثل ''لیلیٰ را بہ چشم مجنون باید دید'' میں اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں محبوب جتنا زیادہ ارفع و اعلیٰ ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی قدر ارفع و دائمی ہوگا۔ والذین امنوا الله حبا لله میں یہی حقیقت بیان ہوئی ہے۔ محبّ محبوب کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ المرء مع من احب ''ہر شخص کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے'' میں یہی بات کہی گئی ہے۔ محبوب کریم ﷺ کے محبّ ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم من احب شیئا اکثر ذکرہ ''جس کو کوئی چیز پیاری ہوتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کیا کرتا ہے'' کے مصداق اپنے محبوب ﷺ کا ذکر کثرت سے کریں۔ جیسے قرآن نے ورفعنا لك ذکرك کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ غرضیکہ وفاداری بشری استواری اور حب محبوبیت بشرط محبت۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو

آمین بجاہ سیدالمرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

دکھی انسانیت اور پریشان، مایوس کن غریب لوگوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری

فیضان اولیاء روحانی علاج گاہ

روحانی قرآنی عملیات وتعویزات کے ذریعے ہر مقصد میں کامیابی

جن بھوت آسیب

جادو ٹونہ
کالے علم کے کاٹ پلٹ

دوستی، دشمنی گھریلو ناچاقیاں

اولاد کا نہ ہونا

شادی میں رکاوٹ

ہر جسمانی مرض

من پسند کی شادی

کاروباری بندش

مقدمہ میں ناکامی

ناکامی آپ کا مقدر تو نہیں پھر آپ اس قدر مایوس کیوں؟

ہوسکتا ہے کہ آپ نے حصول مقصد کے لئے جو راستہ اختیار کیا ہے وہی غلط ہو! یہ بھی حقیقت ہے کہ پریشانیوں میں گھرا ہوا انسان ذہنی طور پر اس قابل نہیں رہتا کہ راہ نجات خود ہی تلاش کر سکے لہذا آپ ہماری خدمات حاصل کریں ہم دنیا کے قدیم اور پر اسرار علوم کے ذریعہ آپ کی راہنمائی کریں گے۔ انشاءاللہ آپ کامیاب ہوں گے۔ مزید تفصیلات کے لئے ملیں یا فون پر رابطہ کریں۔

جگر کی گرمی | نظام معدہ | احتلام جریان | لیکوریا | مردانہ کمزوری | شوگر، بواسیر

مردوں، عورتوں کے پوشیدہ وپیچیدہ ہر بیماری کا علاج اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

عورتوں کے لئے باپردہ الگ انتظام

نوٹ

بچیوں اور بچوں کے رشتے بھی کرائے جاتے ہیں۔ والدین ملیں۔

آپ کی بات صرف آپ تک
رازداری ہمارا شعار ہے۔

مدینہ چوک مٹھائی والی گلی نزد الٰہی مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد فون : 0300 6661755

ایصال ثواب

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے نہ انکار ممکن ہے نہ فرار ممکن ہے۔

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

گزشتہ دنوں ہمارے نہایت ہی محترم و مہربان حاجی محمد یعقوب صاحب انتقال کر گئے۔

ان للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم نہایت مودب عاشق صادق تھے' ہر دلعزیز غریب پرور پیکر ایثار' ملنسار اور ہر کسی سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔

اللہ قادر کریم بطفیل زلف محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرحوم کو جوار محبت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان و احباب کو صبر جمیل سے نوازے۔ (آمین)

بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوریٰ ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریا ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	و با لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	عطائے محبوب ﷺ	☆	آمد محبوب ﷺ
☆	تبسم محبوب ﷺ	☆	رفعت محبوب ﷺ
☆	آداب محبوب ﷺ	☆	عشق صدیق رضی اللہ عنہ
☆	کلام محبوب ﷺ	☆	عشق بلال رضی اللہ عنہ
☆	اخلاق محبوب ﷺ	☆	عشق اویس رضی اللہ عنہ
☆	یاد محبوب ﷺ	☆	عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ
☆	محبوب کائنات ﷺ	☆	عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ
☆	گیسوئے محبوب ﷺ	☆	میرا محبوب ﷺ کتنا حسین ہے
☆	در محبوب ﷺ	☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام عشق
☆	کمالات محبوب ﷺ	☆	افتتو منون بیعض الکتاب
☆	حیات محبوب ﷺ	☆	علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب
☆	صورت محبوب ﷺ	☆	بکھری زلفیں پریشان چہرہ
☆	سیرت محبوب ﷺ	☆	فان امنوا بمثل ما امنتم به
☆	فرمان محبوب ﷺ	☆	مالک دو جہاں ﷺ
☆	معجزات محبوب ﷺ	☆	تعلیمات محبوب ﷺ
☆	بزم محبوب ﷺ	☆	فرمودات محبوب ﷺ
☆	محبت اور محبوب ﷺ	☆	معجزات انبیاء و کرامات اولیاء
☆	عکس حسن محبوب ﷺ	☆	در قرآن نعت محبوب ﷺ
☆	تعظیم و توقیر محبوب ﷺ	☆	شادی کی شرعی حیثیت
☆	اوصاف محبوب ﷺ	☆	پردہ کی شرعی حیثیت
☆	ذکر محبوب ﷺ	☆	ایصال وثواب کی شرعی حیثیت

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	فضائل رمضان و قرآن مجید	☆	انما المومنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالک ذکرک	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہو گئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھچی ہے کہاں کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لومیرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہِ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن